12

غلّہ کے متعلق جماعت کو بعض نہایت ضروری نصائح

(فرمودہ 9 اپریل 1943ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"پچھلا سال غلّہ کے لحاظ سے لوگوں کے لئے جس طرح تکلیف سے گزرا ہے خصوصاً غیر احمدیوں کے لئے وہ آئندہ ہمارے ملک کے لوگوں کے لئے ایک سبق کا موجب ہونا چاہیئے۔ مَیں نے گزشتہ سال بلکہ گزشتہ سے گزشتہ سال غلہ کے متعلق کچھ ہدایات جماعت کے احباب کو دی تھیں جن لوگوں نے ان پر عمل کیا وہ بہت آرام سے رہے اور جنہوں نے ان پر عمل نہ کیا ان کو تکلیف کا مُنہ دیکھنا پڑا۔ اور ایسا وقت بھی آیا جب غلّہ میسر آنا بہت مشکل ہو گیا۔ بلکہ ایسا وقت بھی ہمارے ملک پر آیا جب غلّہ کی قیمت دس روپے سے بڑھ کر یکدم سولہ روپیہ من تک پہنچ گئی جس کے معنے یہ تھے کہ اگر گھر کے چار افراد ہوں تو ان چار افراد کو سولہ روپیہ کا صرف غلّہ چاہیئے تھا کیونکہ اگر ایک مَن غلہ ان کی خوراک سمجھ لیا جائے تو سولہ روپیہ کا انہیں اپنے لئے صرف غلّہ ہی چاہیئے تھا۔ پھر اس میں پسائی وغیرہ شامل نہیں بلکہ پسائی انہیں الگ خرچ کرنی پڑتی تھی۔ اسی طرح روٹی پکانے کے لئے لکڑیوں کی ضرورت ہوتی ہے اور لکڑی کے اخراجات بھی غلّہ کے اخراجات کے علاوہ تھے۔ ہمارے ملک میں عام طور پر مزدور اور چپڑ اسی قسم کے لوگوں کی ماہوار آمد پندرہ روپیہ ماہوار ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے وہ تمام لوگ جن کی پندرہ روپیہ ماہوار آمد تھی وہ اس روپیہ سے صرف خشک روٹی بھی نہیں کھا

سکتے تھے بلکہ انہیں صرف خشک روٹی کے لئے دو روپے ماہوار قرض لے کر گزارہ کرنا پڑتا تھا۔ اور جن گھروں میں چار کی بجائے پانچ پانچ چھ چھ سات سات افراد تھے ان کے لئے تو اس قسم کا انتظام بھی ناممکن تھا۔ ہمارے ملک میں گندم کی جو اوسط قیمت ہونی چاہیئے وہ سوا تین روپے مَن ہے۔ یعنی اگر روپے کا بارہ سیر غلّہ لوگوں کو مل جائے تو یہ ملک کے باقی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے غلّہ کی مناسب قیمت ہے۔ اس سے کم قیمت پر غلّہ چلا جائے تو زمیندار کو نقصان ہوتا ہے بلکہ سوا تین روپے سے کم بیچنا اس کے لے تباہی کا موجب بن جاتا ہے اور اس حالت کو ایسا ہی سمجھنا چاہیئے جیسے کسی مزدور کو تین یا چار آنے بطور مزدوری دے دیئے جائیں لیکن غلّہ کی جو قیمتیں گزشتہ دنوں چڑھ گئی تھیں وہ بہت زیادہ تھیں۔ اس معاملہ میں گورنمنٹ سے بھی بعض غلطیاں ہوئیں جیسا کہ مَیں نے جلسہ سالانہ کی تقریر میں ذکر کیا تھا اور پبلک سے بھی غلطیاں ہوئیں۔ بلکہ ہماری جماعت نے بھی باوجود پوری طرح توجہ دلائے جانے کے میری ہدایات سے پوری طرح فائدہ نہ اٹھایا۔ بہرحال وہ سال تو گزر گیا اور اب نیا سال شروع ہونے والا ہے۔ تھوڑے دنوں تک ہمارے ملک میں کٹائیاں شروع ہو جائیں گی اور مہینہ ڈیڑھ مہینہ تک نیا غلّہ آنا شروع ہو جائے گا۔ مجھ سے جو لوگ گزشتہ ایام میں مشورہ لیتے رہے ہیں ان میں سے جس دوست نے بھی بیع سَلَم کے متعلق مجھ سے مشورہ لیا مَیں نے اسے یہی کہا کہ اگر پانچ روپے تک بیعِ سَلَم ہو جائے تو تم سمجھو کہ یہ بڑے فائدہ کی بات ہے لیکن بہت سے دوستوں نے اپنے خیال میں یہ سمجھتے ہوئے کہ تین یا ساڑھے تین روپے پر بیعِ سَلَم ہو جائے تو اچھا ہے ایسا نہ کیا۔ اب اس وقت ہمارے ملک میں جو حالات رونما ہیں ان میں اگر کوئی خاص تغیر پیدا نہ ہو جائے تو میرے نزدیک اب اگر چھ روپیہ تک بیعِ سَلَم ہو جائے تو اس کو بھی غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ گو ابھی پورے طور پر نہیں کہا جا سکتا لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس دفعہ پنجاب کی گندم کی حالت بہت بہتر نظر آتی ہے۔ مگر جہاں ایک طرف پنجاب میں گندم کی حالت گزشتہ سال سے بہتر ہے وہاں دوسری طرف بنگال اور بمبئی میں اتنا سخت قحط ہے اور وہاں غلّہ کی اس قدر کمی ہے کہ جس وقت نئی فصل تیار ہوئی یہ صوبے بے تحاشا غلّہ منگوانے کے لئے پنجاب پر ٹوٹ پڑیں گے۔ پنجاب چونکہ ان علاقوں میں سے ہے جو دوسروں کو غلّہ بھجواتے ہیں خود نہیں منگواتے

اس لئے یہاں کے رہنے والے باہر کے صوبوں کی حالت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ میرے پاس جو رپورٹیں بنگال سے پہنچی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ ہؤا وہاں چھبیس ستائیس روپے من چاول کا بھاؤ تھا اور اس چاول سے مراد وہ موٹا چاول ہے جو یہاں آٹھ آٹھ نو نو اور دس دس سیر فروخت ہؤا کرتا تھا۔ جن علاقوں میں لوگوں کی غذا ہی چاول ہے وہ پلاؤ والے چاول استعمال نہیں کیا کرتے بلکہ موٹے چاول استعمال کیا کرتے ہیں۔ کشمیر میں مَیں نے دیکھا ہے وہاں یہ چاول پندرہ پندرہ سولہ سولہ سیر مل جایا کرتا تھا مگر اب ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ ہؤا بنگال میں اس کا بھاؤ چھبیس ستائیس روپے مَن تھا۔ تین چار دن ہوئے ایک دوست نے مجھ سے بیان کیا کہ اب بنگال سے یہ اطلاع آئی ہے کہ وہاں تیس روپے مَن کے حساب سے چاول ملتا ہے اور کل پرسوں ایک اور دوست مجھ سے ملنے کے لئے آئے تو انہوں نے بتایا کہ ہم جہاں تھے وہاں اگر چالیس روپے من چاول میسر آ جاتا تو ہم اسی کو بڑی غنیمت سمجھتے تھے۔ اس سے آپ لوگ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جن علاقوں میں لوگوں کی غذا ہی چاول ہے انہیں کس قدر مشکلات درپیش ہیں۔ کشمیریوں کی بھوک تو اچھی ہوتی ہے لیکن بنگالی چونکہ دبلے پتلے ہوتے ہیں اس لئے اگر ان کی تین چھٹانک خوراک بھی فرض کر لی جائے اور ایک گھر کے پانچ آدمی ہوں تو ان کے صرف ایک وقت پر ایک روپیہ کے چاول خرچ ہو جاتے ہیں۔ پنجابی اور کشمیری چونکہ زیادہ مضبوط ہوتے ہیں اس لئے ان کی خوراک اگر پانچ چھٹانک فرض کر لی جائے اور ایک گھر کے تین افراد ہوں تو اس کے معنے یہ بنتے ہیں کہ تین آدمیوں کی خوراک پر ایک وقت ایک روپیہ کے چاول خرچ ہو جاتے ہیں اور صبح شام کا اندازہ لگایا جائے تو تین آدمیوں کے لئے روزانہ دو روپے کے چاولوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ گویا بغیر سالن یا ترکاری وغیرہ کے اخراجات کے ایک چار پانچ آدمی کے گھرانے میں وہاں دو روپے روزانہ کے صرف چاول خرچ ہوتے ہیں۔
جب ان علاقوں کی حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے اور یہ حالت اس وقت ہے جب چاول کی فصل پر ابھی بہت تھوڑا عرصہ گزرا ہے تو تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ کچھ عرصہ بعد وہاں کے لوگوں کی کیا حالت ہو جائے گی۔ چاول اکتوبر، نومبر میں پیدا ہوتا ہے اور دسمبر تک منڈیوں میں آ جاتا ہے اور یہ قریب ترین زمانہ ہے اس پر کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ دسمبر میں چاول کی نئی فصل

نکلنے کے معنے یہ ہیں کہ ابھی صرف اس فصل پر تین مہینے گزرے ہیں مگر باوجود اس کے کہ نئی فصل پر اتنا قلیل عرصہ گزرا ہے اور قریب ترین زمانہ میں چاولوں کی فصل تیار ہوئی ہے پھر بھی یہ حالت ہے کہ وہاں چالیس روپے مَن چاول فروخت ہو رہا ہے۔ جب آجکل وہاں یہ حالت ہے تو تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ آئندہ چند ماہ میں وہاں کیا حالت ہو جائے گی۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے ہمارے ملک میں اگر اگست ستمبر میں ہی گندم کے ریٹ بڑھ جائیں تو قیاس کیا جا سکتا ہے کہ نومبر، دسمبر اور جنوری میں گندم کے ریٹ کا کیا حال ہو گا کیونکہ جولائی، اگست میں گندم کی نئی فصل منڈیوں میں چلی جاتی ہے۔ اسی طرح بنگال میں چاولوں کی موجودہ گرانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آگے چل کر یہ گرانی کس قدر خطرناک صورت اختیار کر لے گی۔ جس طرح ہمارے ملک میں مئی، جون گندم کی نئی فصل کے گھر میں لانے کے مہینے ہوتے ہیں اسی طرح اکتوبر، نومبر اور دسمبر چاولوں کی نئی فصل کے گھر لانے کے مہینے ہوتے ہیں۔ پس ہمارے ہاں گندم کے نرخ کی جو کیفیت اگست، ستمبر میں ہوتی ہے وہی مارچ، اپریل میں بنگال میں چاولوں کے نرخ کی کیفیت ہونی چاہیئے۔ ہمارے ہاں جولائی، اگست اور ستمبر میں ریٹ بہت گرے ہوئے ہوتے ہیں اور نومبر، دسمبر میں بڑھ جاتے ہیں مگر وہاں آجکل ہی جبکہ چاول کی فصل پر تین مہینے گزرے ہیں یہ حالت ہو گئی ہے کہ بعض جگہ چالیس روپے مَن چاول اگر میسر آ جائیں تو لوگ اسی کو غنیمت سمجھتے ہیں۔ پس وہ یقیناً غیر صوبوں سے غلّہ لے جانے کی کوشش کریں گے کیونکہ جب انہیں چاول نہیں ملے گا تو آخر اپنا پیٹ بھرنے کے لئے گندم خریدیں گے اور گندم خریدنے کے لئے پنجاب کی طرف ہی آئیں گے۔

مَیں نے جہاں تک لوگوں سے دریافت کیا ہے ان کی بناء پر میرا اندازہ یہ ہے کہ اگر غیر معمولی حالات پیدا ہو جائیں تو اور بات ہے ورنہ شروع میں سات آٹھ روپیہ کے درمیان گندم کا ریٹ رہے گا۔ بعد میں شاید 9، 10 روپے تک بھی پہنچ جائے۔ گورنمنٹ نے اس نقص کو دور کرنے کے لئے آسٹریلیا سے گندم منگوائی ہے مگر وہ ایسی نہیں کہ اس ریٹ پر اثر ڈال سکے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آسٹریلیا سے گندم آ جانے کے نتیجہ میں اس ظالمانہ ریٹ پر اثر ضرور پڑا ہے جو اس سے پہلے بعض لوگوں نے گندم کا مقرر کر دیا تھا۔ جیسے مَیں نے بتایا ہے

کہ ہمارے ملک میں یکدم لوگوں نے سولہ روپے بھاؤ کر دیا تھا مگر جب آسٹریلیا سے گندم آگئی تو وہ لوگ جنہوں نے سولہ سولہ روپیہ بھاؤ مقرر کیا ہؤا تھا یکدم نو اور دس پر آ گئے۔ پس جس حد تک غیر معمولی اضافہ قیمت ہے اس پر اس گندم نے ضرور اثر ڈالا ہے مگر یہ اثر ایسا نہیں جس کی وجہ سے گندم مناسب نرخوں پر پہنچ جائے۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے اور مَیں اس سفر سندھ میں بھی دیکھتا چلا آیا ہوں گندم کی فصلیں اس دفعہ بہت اچھی ہوئی ہیں۔ پس مَیں سمجھتا ہوں گندم اچھی ہو جانے کی وجہ سے نئی فصل کا ریٹ سات، آٹھ روپیہ ہو گا اور اگر فصل اچھی نہ ہوئی تو شروع میں ہی دس گیارہ روپے تک پہنچ جائے گی۔

جہاں تک زمینداروں کا تعلق ہے ان کے لئے پریشانی کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ گندم ان کے گھر کی چیز ہے۔ ان کے لئے ہدایت صرف اتنی ہی ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے مطابق گندم روک لیں۔ مجھے نہایت ہی تعجب ہؤا کہ گزشتہ سال باوجود میری سخت ہدایتوں کے کہ ہر شخص کو اپنی ضرورت کے لئے گندم جمع رکھنی چاہیئے۔ قادیان کے ارد گرد کے بعض دیہات کے احمدیوں نے ہمیں درخواستیں دینی شروع کر دیں کہ ہمارے لئے غلّہ مہیا کیا جائے۔ انہیں تو یہ چاہیئے تھا کہ وہ ہمیں غلّہ مہیا کر کے دیتے کیونکہ ہمیشہ گاؤں والے غلّہ مہیا کرتے اور شہروں والے کھایا کرتے ہیں مگر انہوں نے الٹا ہم سے غلّہ مانگنا شروع کر دیا۔ اگر وہ میری ہدایت کے مطابق کام کرتے تو وہ نہ صرف اپنی ضرورت کے لئے گندم جمع رکھتے بلکہ بیس پچیس فیصدی زائد گندم بھی محفوظ رکھتے اور سمجھتے کہ قادیان ہمارے قریب ہے ممکن ہے دورانِ سال قادیان والوں کو گندم کی ضرورت پیش آ جائے۔ ایسی صورت میں ہم اپنی زائد گندم انہیں دے سکیں گے۔ مگر انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ ارد گرد کے دیہات والوں نے ہمیں درخواستیں دینی شروع کر دیں کہ ہمارے لئے غلّہ مہیا کیا جائے۔ اس کے معنے یہ تھے کہ انہوں نے میری ہدایات کو نہ پڑھا، نہ سوچا اور نہ ان پر غور کیا۔ ہاں باہر کے بعض لوگوں نے اس موقع پر قادیان والوں کی مدد کی ہے اور انہوں نے میری ہدایات پر نہایت اخلاص سے عمل کیا ہے۔ چنانچہ میں اس کی ایک مثال پیش کرتا ہوں جس کی کوئی اور نظیر مجھے ساری جماعت میں نہیں ملی اور وہ چودھری عبداللہ خان صاحب داتہ زید کا والوں کی مثال ہے۔

انہوں نے گزشتہ سال شروع میں ہی اپنی ضرورت سے زائد گندم محفوظ کرلی تاکہ اگر قادیان والوں کو دورانِ سال ضرورت پیش آجائے تو وہ دے سکیں۔ چنانچہ اس کے بعد جب گندم کی قیمتیں بہت زیادہ چڑھ رہی تھیں انہوں نے گورنمنٹ کے مقرر کردہ ریٹ پر اڑھائی سو مَن غلّہ ہمیں مہیا کر دیا حالانکہ وہ اگر چاہتے تو اس سے پہلے چھ بلکہ سات روپے پر منڈی میں اسے فروخت کر سکتے تھے مگر انہوں نے غلّے کو روکے رکھا اور جلسہ سالانہ پر مجھ سے کہا کہ ہم نے آج تک اپنے غلّہ کو اسی لئے روک رکھا ہے کہ اگر قادیان والوں کو ضرورت ہو تو ہم انہیں دے دیں۔ تم خود سوچ لو کہ ایک زمیندار کی یہ کس قدر قربانی ہے کہ وہ اپنے غلّے کو اچھے داموں پر فروخت نہیں کرتا محض اس لئے کہ اگر قادیان والوں کو ضرورت پیش آگئی تو ان کا کیاانتظام ہو گا۔ غرض یہ ایک ایسے اخلاص کی مثال ہے جس کے مقابلہ میں اس معاملہ میں مجھے کوئی دوسری مثال اپنی جماعت میں سے نہیں ملی۔ گو ایسی جماعت میں جو خدا تعالیٰ کی جماعت ہو اس قسم کی سینکڑوں مثالیں ہونی چاہئیں۔ بعض جماعتوں نے بے شک اچھا نمونہ دکھایا ہے۔ چنانچہ قادیان میں جب غلّہ کی سخت قلت ہو گئی تو سرگودھا کی جماعت نے تمام جماعتوں سے بڑھ کر غلّہ مہیا کر کے دیا مگر یہ ایک جماعت کی مثال ہے۔ اور چودھری عبداللہ خان صاحب کی مثال ایک فرد کی ہے۔ سرگودھا کی جماعت نے اس موقع پر ہمیں 822 مَن غلّہ مہیا کر کے دیا۔ اسی طرح شیخوپورہ کے ضلع والوں نے قریباً 80 مَن غلّہ دیا۔ بعض اور دوستوں نے بھی اپنے طور پر بعض واقف غیر احمدیوں سے غلّہ لے کر بھجوایا۔ ضلع منٹگمری کی طرف سے 440 مَن غلّہ پہنچا اور اس طرح ان سب جماعتوں نے اپنے اپنے درجہ کے مطابق اخلاص اور محبت کا ثبوت دیا۔ بہر حال ان دنوں میں اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے قادیان والوں کو جو سہولتیں میسر آسکتی تھیں وہ باہر کی جماعتوں کی قربانی کی وجہ سے میسر آگئیں۔ بیرونی شہروں میں ان دنوں غلّہ کی وجہ سے لوگوں کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ جو لوگ اخبارات پڑھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ لوگوں کو آٹے کے لئے کس قدر تکلیف اٹھانی پڑی۔ انقلاب اخبار میں بھی کئی دفعہ یہ بات چھپی ہے کہ تھوڑے سے آٹے کے لئے لوگوں کو کئی کئی گھنٹے ڈپو کے سامنے کھڑا رہنا پڑتا تھا مگر قادیان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا کوئی دن نہیں آیا۔ جب کسی

شخص کو آٹے کے لئے اس قدر تکلیف ہوئی ہو سوائے اس کے کہ کسی نے بہت ہی نادانی کر کے اپنے حق کو زائل کر دیا ہو کیونکہ یہاں یا تو لوگوں کو غلّہ کے لئے بطور قرض روپے دے دیئے گئے تھے یا غرباء میں غلہ مفت تقسیم کر دیا گیا تھا یا پھر باہر کی جماعتوں نے قادیان والوں کے لئے غلّہ مہیا کر دیا تھا جو قادیان والوں کو باہر کے ریٹوں سے بہت سستا دیا جاتا رہا۔ جب باہر سوا چھ اور سات روپے گندم کا بھاؤ تھا ہم قادیان میں سوا پانچ روپے پر دیتے رہے اور جب باہر آٹھ اور نو روپیہ ریٹ تھا ہم سات روپیہ پر دیتے رہے اور جب باہر گندم سولہ روپے پر بک رہی تھی ہم نے جو انتظام کیا اس کے مطابق قادیان والوں کو آٹھ روپے پر گندم ملتی رہی۔ گویا باہر کے بھاؤ میں اور اس بھاؤ میں جس پر ہم نے قادیان میں گندم دی دوگنا فرق تھا۔ اس وقت بھی ہمارے پاس کچھ گندم باقی تھی مگر باوجود اس کے کہ اس وقت امرتسر میں ساڑھے نو اور دس روپیہ قیمت ہے مَیں نے دفتر والوں سے کہا کہ اعلان کر دو کہ جن لوگوں نے روپیہ جمع کرا دیا ہؤا ہے وہ آٹھ روپیہ کے حساب سے گندم لے لیں اور وہ نہ لیں تو دوسروں کو اسی قیمت پر گندم دے دو۔ درحقیقت یہ قیمت بھی اس لئے مقرر کرنی پڑی کہ جب گندم بہت گراں ہو گئی تو اس وقت بعض جگہ ساڑھے نو اور پونے دس دس روپے پر گندم خریدی گئی۔ مگر اس کے مقابلہ میں بعض احمدیوں نے ہمیں سستی گندم دے دی۔ اس لحاظ سے ہمیں اوسطاً آٹھ روپے قیمت مقرر کرنی پڑی ورنہ جو گندم ہم نے آٹھ روپے پر فروخت کی ہے اس کا کچھ حصہ ایسا ہے جو ساڑھے نو اور دس پر خریدا گیا ہے۔ مگر چونکہ اس کے مقابلہ میں بعض احمدیوں سے سستی گندم مل گئی اس لئے تمام اخراجات ملا کر ایک اوسط قیمت مقرر کر دی گئی اور اس طرح قادیان والوں کو باہر کے مقابلہ میں پھر بھی سستی گندم مل گئی۔

بہرحال اب پھر وہ دن آنے والے ہیں جب سال بھر کے لئے ہم میں سے ہر شخص کو تیاری کر لینی چاہیئے۔ سب سے پہلے تو مَیں زمینداروں کو ہدایت کرتا ہوں کہ اب کے وہ یہ غلطی نہ کریں کہ تمام گندم فروخت کر دیں اور اپنی ضروریات کے لئے کچھ نہ رکھیں۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے اپنی ضرورت اور بیس فیصدی زائد گندم کا حساب کر کے اسے محفوظ کر لیا جائے۔ یاد رکھو غلّے کو بعض دفعہ کیڑا لگ جاتا ہے، بعض دفعہ غلّہ گیلا ہو جاتا ہے، پھر چھان

وغیرہ میں بھی کچھ حصہ نکل جاتا ہے۔ اسی طرح غلّہ میں کچھ مٹی وغیرہ بھی شامل ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے انسان جسے مَن سمجھتا ہے وہ بعض دفعہ 38 سیر رہ جاتا ہے کیونکہ کچھ حصے کو کیڑے کھا جاتے ہیں اور وہ اس طرح سیر ڈیڑھ سیر نکل جاتا ہے۔ کچھ دھوپ لگانے کے لئے جب گندم کو باہر نکالا جاتا اور پھر اندر رکھا جاتا ہے تو اس طرح گر جاتی ہے، کچھ گِل کی وجہ سے ضائع ہو جاتی ہے۔ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مَن بھر گندم کو دراصل 36 سیر ہی سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ پچھلے سال تو گندم کی خرابی کی وجہ سے بعض لوگوں کی ایک مَن گندم تیس سیر رہ گئی تھی کیونکہ کیڑے نے بہت سی گندم ضائع کر دی تھی۔ گورنمنٹ کا اندازہ یہ ہے کہ سولہ سیر فی شخص گندم کافی ہوتی ہے اور میرا اندازہ یہ ہے کہ چھوٹے بڑے سب ملا کر شہری آبادی میں 12 سیر فی شخص کافی ہے اور اگر تنگی تُرشی سے گزارہ کیا جائے تو دس سیر فی آدمی بھی غلّہ کافی ہو جاتا ہے۔ مگر ایسا اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب چھوٹے بچے بھی شامل ہوں اور تنگی تُرشی کے ساتھ گزارہ کیا جائے۔ ایسی صورت میں دس سیر غلّہ بھی کفایت کر جاتا ہے لیکن اگر ایک آدمی ہو یا سب بڑے ہوں بچے نہ ہوں تو 12 سیر فی شخص کے حساب سے گندم شہریوں کے لئے کافی ہوتی ہے۔ یہ تو شہری آبادی کے متعلق میرا اندازہ ہے۔ گاؤں کے لحاظ سے 14 اور 15 سیر فی کَس گندم کافی سمجھی جا سکتی ہے بشرطیکہ بچے بھی ساتھ شامل ہوں ورنہ 16 سیر فی کس کے حساب سے اندازہ لگانا چاہیئے۔ پس سال بھر کے لئے گندم کا اندازہ لگانے کے لئے اس اصول کو مدنظر رکھ لو اور گھر کے جس قدر افراد ہوں خواہ بچے ہوں یا بڑے سب کی مجموعی تعداد معلوم کر کے گندم کے خرچ کا اندازہ لگا لو۔ گھر میں چونکہ چھوٹے بڑے سب ہوتے ہیں اس لئے بچوں کو بھی اس تعداد میں شامل کرنا چاہیئے۔ خواہ کوئی تین سال کا ہو اور خواہ پانچ سات سال کا۔ اسی طرح میاں بیوی، باپ بیٹا، بھائی سب کو شامل کر کے 14 کے ساتھ ضرب دے لو اور سمجھ لو کہ اتنے سیر غلّہ ایک مہینہ کی خوراک ہے۔ پھر اس کو بارہ سے ضرب دے کر سال بھر کی خوراک کا اندازہ لگا لو۔ شہر والے اگر سہولت سے گزارہ کرنا چاہتے ہوں تو وہ بارہ سیر فی کس کے حساب سے اندازہ لگائیں اور اگر تنگی اور غربت کے ساتھ گزارہ کرنا چاہیں تو دس سیر کا اندازہ لگا لیں اور اس طرح اپنے گھر کے تمام آدمیوں کی مجموعی تعداد کو دس

یا بارہ کے ساتھ ضرب دے لی جائے۔ مگر یہ گندم صرف گھر کے لوگوں کے لئے کافی ہو گی۔ مہمان اس میں شامل نہیں۔ اسی طرح بعض دفعہ کوئی ہمسایہ مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کی مدد کرنی پڑتی ہے۔ اس مدد کے لئے بھی اس اندازہ میں کوئی گنجائش نہیں۔ پھر بعض دفعہ غریبوں کی مدد کرنی پڑتی ہے مگر اس اندازہ کے ماتحت غرباء کی مدد بھی نہیں ہو سکتی۔ یہ اندازہ صرف گھر کے افراد کے لئے ہے اور چونکہ میری ہدایات کا تعلق زیادہ تر احمدیوں سے ہے اور وہی میری بات ماننے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں اس لئے گو یہ بات ساروں کے فائدہ کی ہے۔ مَیں احمدیوں کو خصوصیت کے ساتھ مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ جہاں جہاں احمدی جماعتیں ہیں وہاں کی جماعت کے افراد اپنی ضرورت سے زائد اس قدر غلّہ محفوظ رکھیں کہ اگر ان کے شہر میں دوسرے بھائیوں کو ضرورت پیش آ جائے تو وقت پر وہ ان کی مدد کر سکیں۔ میرے نزدیک اگر وہ اپنی ضرورت سے بیس فیصدی زائد غلّہ محفوظ رکھیں تو اس قسم کی تمام ضرورتیں پوری ہو سکتی ہیں اور اپنی ضرورت کا اندازہ لگانے کا طریق مَیں بتا چکا ہوں کہ شہری آبادی کے لحاظ سے 12 سیر اور گاؤں والوں کے لحاظ سے 14 سیر فی کس کے حساب سے غلّہ کا اندازہ لگانا چاہیئے۔ فرض کرو ایک گھر کے چار افراد ہیں تو چار کو 14 سے ضرب دی جائے گی۔ 14x4 :56 یعنی ایک مَن سولہ سیر ان کے ایک مہینہ کا خرچ ہو گا۔ سال بھر کے خرچ خوراک کا اندازہ لگانے کے لئے اسے بارہ سے ضرب دی جائے تو قریباً 17 مَن غلّہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس طرح ہم فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اگر ایک گھر کے چار افراد ہوں تو انہیں سال بھر کے لئے سترہ مَن غلّہ چاہیئے۔ اس کے اوپر بیس فیصدی اضافہ کا یہ مطلب ہے کہ اگر وہ ساڑھے بیس مَن غلّہ جمع کریں تو چار آدمیوں والا خاندان اپنی ضروریات بھی پوری کر سکتا ہے۔ اپنے ہمسایوں کو بھی مدد دے سکتا ہے۔ اپنے شہر کے دوسرے بھائیوں کو بھی اگر وہ تکلیف میں ہوں تو مدد دے سکتا ہے بلکہ اگر وہ چاہے تو سال کے آخر حصہ میں غلّہ ان کے پاس فروخت کر کے نفع بھی اٹھا سکتا ہے۔ اسی طرح ہر چھوٹا بڑا خاندان اپنے اپنے غلّہ کے متعلق اندازہ لگا سکتا ہے۔

پس ایک تو مَیں گاؤں والوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ آئندہ اس اصول پر غلّہ جمع کریں

تا کہ کچھ غلّہ ان کے پاس ایسا رہے جو دوستوں کی مصیبت کے وقت ان کے کام آئے یا وہ اسے ان کے پاس فروخت کر کے انہیں آرام پہنچا سکیں۔ اور اگر انہیں ضرورت نہ ہوئی تو منڈی کی قیمت تو بہر حال اس وقت تک کچھ نہ کچھ بڑھ جائے گی۔ وہ اس غلّہ کو فروخت کر کے نفع اٹھا سکتے ہیں۔ البتہ یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ غلّہ کو اطمینان کے ساتھ فروخت کرنا چاہیئے۔ گھبراہٹ کے ساتھ بیچنا بڑا خطرناک ہوتا ہے۔ یہ تو میری زمینداروں کو نصیحت ہے۔ شہر والوں کو نصیحت یہ ہے کہ وہ بھی اندازہ کے مطابق سال بھر کے لئے غلّہ جمع کر لیں اور ہو سکے تو بیس فیصدی زائد غلّہ وہ بھی اس نقصان کو مدنظر رکھتے ہوئے جو غلّہ میں ہو جاتا ہے یا مہمانوں کو مدنظر رکھتے ہوئے محفوظ کر لیں۔ کسی کو کیا علم ہے کہ کب اس کے ہاں مہمان آ جائیں۔ اگر اس کے پاس زائد غلّہ ہو گا تو وہ ایسے موقع پر کام دے سکتا ہے۔

پچھلے سال میں نے قادیان کے غرباء کے لئے غلّہ کی تحریک کی تھی۔ اس سال بھی مَیں جماعت کے دوستوں کو تحریک کرتا ہوں کہ جتنا غلّہ وہ اپنے لئے جمع کریں اس کا چالیسواں حصہ قادیان کے غرباء کی امداد کے لئے دے دیں۔ مَیں نے گزشتہ سال پچاس مَن غلّہ دیا تھا۔ اس سال مَیں ایک سو مَن غلّہ کا وعدہ کرتا ہوں۔ گزشتہ سال اس فنڈ میں 1500 مَن غلّہ جمع ہؤا تھا۔ ایک سو مَن غلّہ اِنْشَاءَ اللّٰہُ مَیں دے دوں گا باقی چودہ سو مَن کا جماعت کے دوستوں کے لئے مہیا کرنا کوئی ایسی چیز نہیں جو مشکل ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ پنجاب کے چند شہروں والے ہی اگر دیانتداری کے ساتھ اپنے اپنے غلّے کا چالیسواں حصہ دے دیں تو بغیر کسی خاص قربانی کے یہ مطالبہ پورا ہو سکتا ہے۔ چالیسواں حصہ دینے کے معنے یہ ہیں کہ وہ چالیسویں دن ایک فاقہ کر لیں اور اس دن کی روٹی غرباء کو دے دیں یا چالیس دن کی غذا ایک ایک دو دو لقمے کر کے اس طرح کم کریں کہ غرباء کا حصہ خود بخود نکل آئے۔ دو چار لقمے کم کرنے کے یہ معنے ہیں کہ جو شخص تین پُھلکے کھایا کرتا ہے وہ آئندہ یہ عہد کر لے کہ مَیں تین نہیں کھاؤں گا بلکہ تیسرے پُھلکے کا کچھ حصہ چھوڑوں گا۔ اس سے اس کی صحت پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑے گا بلکہ اچھا اثر ہی ہو گا۔ پس چالیسویں حصہ کی قربانی ہرگز کوئی بڑی قربانی نہیں۔ اس کے معنے صرف اتنے ہیں کہ جو شخص چار روٹیاں کھاتا ہے وہ ایک روٹی کا دسواں حصہ چھوڑ دے یعنی

تین روٹیاں اور ایک روٹی کے نو حصے خود کھائے اور دسواں حصہ غرباء کے لئے چھوڑ دے۔ مَیں سمجھتا ہوں اگر جماعت کا ہر فرد اس تحریک میں حصہ لے تو وہ بغیر کسی قسم کی دقت اور بغیر قربانی کے احساس کے اپنے غلّے کا چالیسواں حصہ غرباء کے لئے نکال سکتا ہے۔ اسی طرح باہر کی جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ جہاں تک ہو سکے اپنے اپنے مقام پر اپنے شہر کے غرباء کا خیال رکھیں اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کا انتظام کریں۔ جہاں تک مجھے اطلاعات ملتی ہیں اُن کے لحاظ سے گزشتہ سال صرف سیالکوٹ کی جماعت نے ایسا انتظام کیا تھا اور وہاں کے امراء نے زائد غلّہ خرید لیا تھا تاکہ وقت پر غرباء کے پاس فروخت کر سکیں۔ مجھے معلوم نہیں انہوں نے بعد میں ایسا کیا یا نہیں مگر شروع میں میرے پاس یہ رپورٹ پہنچی تھی کہ انہوں نے ایسا انتظام کیا ہے۔ پس باہر بھی جہاں کہیں یہ انتظام ہو سکتا ہو وہاں کی جماعت کو یہ انتظام کرنا چاہیئے مگر قادیان کی جماعت بہر حال سب سے مقدم ہے کیونکہ قادیان جماعت کا مرکز ہے اور اس میں جو خرابی پیدا ہو وہ دنیا کو نمایاں طور پر نظر آجاتی ہے۔ پس قادیان کے غرباء کا باقی تمام شہروں سے زیادہ حق ہے کیونکہ یہ ایک ہی شہر ہے جس میں ہماری اکثریت ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم یہاں کے غرباء کو کوئی تکلیف نہ ہونے دیں تاکہ ہم کہہ سکیں کہ کم سے کم قادیان میں ہر شخص کو روٹی مل رہی ہے۔ جب باقی دنیا میں ہمارا غلبہ ہو گا تو پھر ساری دنیا کے متعلق ہم پر یہ فرض عائد ہو جائے گا کہ ہم سب غرباء کا خیال رکھیں اور کسی شخص کو بھوکا نہ رہنے دیں مگر جب تک ایسا نہیں ہوتا ہمیں کم از کم یہ نمونہ تو دکھانا چاہیئے کہ قادیان جہاں ہماری جماعت کی اکثریت ہے وہاں ہر شخص کو روٹی مل رہی ہو اور کوئی شخص بھوکا نہ رہے۔ پھر جوں جوں جماعت وسیع ہو گی اس نظام کو بھی اِنْشَاءَ اللّٰہُ وسیع کرنا پڑے گا۔

پس ہر شخص جو اپنے خاندان کے لئے غلّہ جمع کرتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ غلّے کا چالیسواں حصہ قادیان کے غرباء کے لئے وقف کر دے۔ قادیان کے ارد گرد جس قدر جماعتیں ہیں ان کا بھی اور باہر والوں کا بھی فرض ہے کہ جس نرخ پر وہ غلّہ اکٹھا کریں اس کا چالیسواں حصہ نکال کر قادیان بھیج دیں۔ مَیں اس بات پر زور دیتا ہوں کہ دوستوں کو اپنے جمع شدہ غلّے کا ہی چالیسواں حصہ دینا چاہیئے یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ الگ غلّہ خرید کر اس مد میں بھجوا دیں۔

کیونکہ اگر وہ اپنے غلّہ میں سے چالیسواں حصہ بھجوائیں گے تو اس قربانی کا انہیں ایسا احساس ہو گا جو ان کے لئے سارا سال نیکی کا محرک رہے گا۔ اگر کوئی شخص اپنے لئے چالیس روپے کا غلّہ خریدتا ہے اور بعد میں قادیان کے غرباء کے لئے ایک روپیہ کا اور غلّہ خرید لیتا ہے تو ایسے شخص کے اندر نیکی کا وہ احساس نہیں ہو سکتا جو احساس اس شخص کے اندر ہو گا جس نے اپنے لئے چالیس روپے کا غلّہ جمع کیا اور پھر اس غلّہ میں سے اس نے محض غرباء کے لئے ایک روپیہ کا غلّہ نکال کر دے دیا۔ ایسا شخص جب بھی روٹی کھائے گا اسے یہ احساس ہو گا کہ مَیں کم روٹی کھاؤں تاکہ میری روٹی کا کچھ حصہ غرباء کے کام آئے اور اس طرح ہر روز وہ نیکی کے احساسات سے پُر رہے گا مگر جو شخص زائد چندہ دے کر یہ ضرورت پوری کر دیتا ہے اسے یہ احساس نہیں ہو سکتا۔

پس میری تحریک یہ ہے کہ ہر شخص جو غلّہ اپنے اور اپنے خاندان کے لئے جمع کرے اس کا چالیسواں حصہ قادیان کے غرباء کے لئے نکال لے۔ اس طرح ان کے غریب بھائیوں کو صرف روٹی ہی نہیں ملے گی بلکہ یہ قربانی کا احساس ان کے اندر سال بھر تقویٰ پیدا کرنے کا موجب بنتا رہے گا۔

مَیں فی الحال اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ میری طبیعت آج خراب ہے اور مَیں آیا بھی اسی لئے دیر سے ہوں۔ مجھے ضعفِ دل کی تکلیف ہے اور سر چکراتا ہے جس کی وجہ سے میں زیادہ بول نہیں سکتا۔ بعض پہلو اس کے رہ گئے ہیں مگر انہیں اِنْشَاءَ اللّٰہُ اگلے خطبہ میں بیان کر دوں گا۔ مَیں نے آج جو کچھ کہا ہے اسے پھر خلاصۃً بیان کر دیتا ہوں۔ مَیں نے آج یہ بتایا ہے کہ زمینداروں کو چاہیئے کہ وہ نئی فصل پر اپنی ضرورت کے مطابق غلّہ اکٹھا کر لیں۔ اور نہ صرف ضرورت کے مطابق اکٹھا کریں بلکہ بیس فیصدی زائد غلّہ جمع کر لیں۔ اندازہ کرنے کا طریق مَیں نے یہ بتایا ہے کہ گاؤں والوں کے لحاظ سے چودہ سیر فی کَس غلّہ کافی ہوتا ہے اور اگر کوئی اکیلا ہو یا فراغت سے گزارہ کرنا چاہے اور چھوٹے بچے نہ ہوں تو سولہ سیر غلّہ کافی ہوتا ہے۔ اگر اس نسبت سے وہ غلّہ جمع کر لیں تو سال بھر انہیں اِنْشَاءَ اللّٰہُ کسی قسم کی تکلیف نہیں ہو گی۔ شہر والوں کے متعلق جہاں تک میرا اندازہ ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت صحیح

اندازہ ہے بارہ سیر فی کَس غلّہ کافی ہوتا ہے۔ اگر کوئی خاندان زیادہ وسعت سے گزارہ کرنا چاہتا ہے تو تیرہ سیر غلّہ کا اندازہ کرلے۔ اگر کوئی خاندان چھوٹا ہے اور وہ تنگی سے گزارہ کر سکتا ہے تو دس گیارہ سیر فی کَس کے حساب سے گندم جمع کرلے اور پھر دس یا بارہ یا چودہ یا سولہ سیر کو گھر کے افراد کی مجموعی تعداد سے ضرب دے کر ایک مہینہ کا خرچ خوراک نکال لیا جائے اور پھر بارہ سے ضرب دے کر سال بھر کے خرچ کا اندازہ نکال لیا جائے۔ فرض کرو کوئی شخص اکیلا ہے اور وہ شہری ہے تو 12 سیر کے لحاظ سے 12x12: 144 سیر بنیں گے۔ یعنی تین مَن چوبیس سیر اس کے سال بھر کے خرچ کا اندازہ ہوگا۔ یہ امر یاد رکھنا چاہیئے شہریوں کو بارہ سیر سے زیادہ خرچ خوراک کا اندازہ نہیں لگانا چاہیئے کیونکہ کوئی شخص سارا سال صرف روٹی نہیں کھاتا۔ بعض دفعہ انسان سفر پر چلا جاتا ہے۔ کبھی اس کی دعوت ہوتی ہے اور کبھی چاول پکالئے جاتے ہیں۔ یوں انسان ایک شخص کے لئے دس بارہ سیر غلّے کا اندازہ لگائے تو وہ خیال کرتا ہے کہ یہ اندازہ بہت تھوڑا ہے مگر دنیا میں کوئی شخص روزانہ روٹی نہیں کھاتا۔ کبھی دعوت میں چلا جاتا ہے اور کبھی چاول یا کسی اور چیز پر گزارہ کرلیتا ہے۔ اس لئے اس اندازہ کو کم نہیں سمجھنا چاہیئے۔ یہ اندازہ پوراماپ تول کر کیا گیا ہے۔ جیسے درزی ماپ کر کپڑا لیتا ہے اسی طرح ماپ تول کر یہ اندازہ لگایا گیا ہے۔ اس کے مطابق دس سیر میں تنگی سے اور بارہ سیر میں خوب اچھی طرح ایک شخص کا گزارہ ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس کے خاندان میں چار افراد اور ہوں۔ اگر شہری ہو تو اس کے لئے بارہ سیر غلّہ کافی ہوتا ہے اور اگر گاؤں والا ہو تو اس کے لئے چودہ یا سولہ سیر کافی ہوگا۔ پس ایک تو میری یہ نصیحت ہے۔

دوسری نصیحت گاؤں والوں کو میری یہ ہے کہ وہ اپنی ضرورت سے بیس فیصدی زیادہ غلّہ اپنے پاس جمع رکھیں۔ اور شہریوں کو نصیحت یہ ہے کہ وہ اپنی ضرورت سے کچھ زیادہ غلّہ اپنے پاس رکھیں۔ اگر بیس فیصدی زائد نہیں رکھ سکتے تو پانچ یا آٹھ فیصدی غلّہ ضرور اپنے پاس زائد رکھیں کیونکہ بعض دفعہ مہمان بھی آجاتے ہیں اور اُن پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔

پھر تیسری نصیحت مَیں نے یہ کی ہے کہ بیرونی جماعتیں اپنے غریب بھائیوں کی امداد کا خیال رکھیں۔ خصوصاً قادیان میں جو اصحاب الصفہ رہتے ہیں ان کے متعلق ہر شخص کا فرض ہے

کہ وہ جس قدر غلّہ اپنے لئے جمع کرے اس کا چالیسواں حصہ ان کے لئے نکال کر بھیج دے۔ مگر جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی بتایا ہے وہ یہ غلّہ صدقہ سمجھ کر نہ دیں بلکہ ایک اسلامی بھائی چارہ کے لئے قربانی سمجھ کر دیں۔ وہ یہ خیال کر لیں کہ جیسے انسان اپنی بیوی کو کھلاتا ہے، اپنے بچوں کو کھلاتا ہے اور ان کو کھلانا انسان کا فرض ہوتا ہے اسی طرح جماعت کے غرباء کی امداد کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر فرض عائد کیا گیا ہے۔ اور وہ اس فرض کی ادائیگی کے لئے یہ غلّہ دے رہے ہیں۔ پس وہ اسے صدقہ نہیں بلکہ اپنے فرض کی ادائیگی سمجھیں۔

یہ تین ہدایتیں ہیں جو آج میں نے دی ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ قادیان میں ہی اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنی آبادی ہو گئی ہے کہ اگر وہ غرباء کا حق اپنے غلّہ میں سے صحیح نسبت سے نکالیں تو آدھی ضرورت قادیان والے ہی پوری کر سکتے ہیں۔ باقی آدھی ضرورت بیرونی جماعتیں بڑی آسانی سے پوری کر سکتی ہیں۔ پھر مَیں نے یہ بھی بتایا ہے کہ باہر والوں کو بھی مقامی غرباء کی مدد مدنظر رکھنی چاہیئے۔ گاؤں والے بالخصوص اگر اس کا خیال رکھیں تو وہ آسانی سے ایسا کر سکتے ہیں۔"　　(الفضل 20 اپریل 1943ء)